

سپریم کورٹ رپورٹس (2002) SUPP. 4 ایس سی آر

ریاست ہریانہ
بنام
منگے رام اور دیگران

11 دسمبر 2002ء

[وائی کے سبھروال اور کے جی بالا کرشنن، جسٹسز]

ضابطہ تعزیراتی، 1860- دفعہ 302 کو 34 اور 325، 326 کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ ملزم ایک شخص کو شدید چوٹ پہنچاتا ہے جو بعد میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ ٹرائل کورٹ نے انہیں قتل کے الزام سے بری کر دیا، تاہم جان بوجھ کر سنگین چوٹ پہنچانے کے جرم میں سزا سنائی۔ عدالت عالیہ نے ڈاکٹروں، عینی شاہدین کی گواہی اور نزاعی بیان کو مسترد کرتے ہوئے ملزم کو بری کر دیا۔ عدالت عالیہ کا نقطہ نظر معقول نہیں ہے اور عینی شاہدین کی گواہی اور نزاعی بیان کو مسترد کرنے کی وجوہات مکمل طور پر ناقابل قبول ہیں۔ لہذا ٹرائل کورٹ نے ملزم کو سنگین چوٹ پہنچانے کے جرم کے لئے صحیح طور پر سزا سنائی ہے۔

قانون شہادت ، 1872:

نزاعی بیان کی قبولیت : یہ ضروری نہیں ہے کہ بیان دینے والے کو، بیان دیتے وقت، موت کے سائے میں ہونا چاہئے اور اس یقین کو قبول کرنا چاہئے کہ اس کی موت قریب ہے۔

فطری گواہی- شواہد کی قدر۔ بحث کی گئی۔

استغاثہ کے مطابق ملزمان نے سابقہ دشمنی کی وجہ سے ایک شخص کو ہتھیاروں سے شدید زخمی کیا اور فرار ہو گئے۔ پی ڈیو- 5 اور ایک ایس نے واقعہ کا مشاہدہ کیا، زخمی کو اسپتال لے جایا گیا، جہاں ہیڈ کانسٹیبل نے اس کا بیان ریکارڈ کیا اور اس بنیاد پر ایف آئی آر درج کی گئی۔ اس کے بعد زخمی شخص زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ جواب دہندگان پر دفعہ 302 اور دفعہ 34 آئی پی سی کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا۔ سیشن جج نے انہیں دفعہ 302 اور دفعہ 34 کے تحت بری کر دیا، تاہم انہیں دفعہ 325 / 34 اور دفعہ 326 / 34 کے تحت مجرم ٹھہرایا اور سزا دی۔ کراس ایبلوں میں عدالت عالیہ نے جواب دہندہ گال کی اپیل منظور کرتے ہوئے انہیں بری کر دیا۔ لہذا موجودہ اپیل۔

اپیل کنندگان نے دلیل دی کہ جواب دہندہ گال آئی پی سی کی دفعہ 302 / 34 کے تحت جرم کے لئے سزا کے مستحق ہیں۔

اپیل کی منظوری دیتے ہوئے عدالت:

فیصلہ 1.1: ڈاکٹروں، پی ڈیو 5 اور پی ڈیو 9 کی گواہی اور زناعی بیان کا مطالعہ کرنے کے بعد، عدالت عالیہ کا نقطہ نظر معقول نہیں ہے اور عینی شاہد پی ڈیو 5 کی گواہی اور زناعی بیان کو مسترد کرنے کی وجوہات مکمل طور پر ناقابل قبول ہیں۔ [40-ڈی]

1.2۔ عدالت عالیہ نے یہ فرض کرنے میں بنیادی کمزوری کا ارتکاب کیا کہ زناعی بیان کو شہادت کے طور پر قابل قبول ہونے کے لئے، یہ ضروری ہے کہ بیان دینے والے کو، بیان دیتے وقت، موت کے سائے میں ہونا چاہئے اور اس یقین کو قبول کرنا چاہئے کہ اس کی موت قریب ہے۔ بھارتیہ قانون شہادت کی دفعہ 32 میں ایسا نہیں کہا گیا ہے اور ہندوستان میں یہ قانون نہیں ہے۔ عدالت عالیہ نے یہ ماننے میں مزید کمزوری کا ارتکاب کیا کہ بیان ریکارڈ کرنے میں کوئی تاخیر ہوئی تھی۔ عدالت عالیہ نے درست طور پر ریکارڈ کیا کہ جب بیان ریکارڈ کیا گیا تو متوفی موت کے سائے میں نہیں تھا۔ ظاہر ہے، بیان ریکارڈ کرنے کے لئے کوئی بڑی ہنگامی صورتحال نہیں تھی۔ بہر حال، یہ مکمل طور پر ثابت ہو چکا تھا کہ اس میں کوئی تاخیر نہیں ہوئی تھی۔ لہذا یہ نتیجہ اخذ کرنا مناسب نہیں ہے کہ بیان ریکارڈ کرنے میں کوئی تاخیر ہوئی اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا

کہ درمیانی وقت کو پچھلی دشمنی کی وجہ سے غور و خوض اور غلط تاثر کے لئے استعمال کیا گیا تھا۔ [40-ایف، جی، ایچ؛ 40-اے، ڈی، ای]

1.3۔ غیر متنازعہ طور پر، زخمی مکمل طور پر ہوش میں تھا۔ اس نے ملزم کو اپنے شخص پر چوٹیں لگاتے ہوئے دیکھا۔ یہ تصور کرنا بہت زیادہ ہوگا کہ اپنے اوپر لگائے گئے ان زخموں کو دیکھنے کے باوجود، وہ بیان دیتے ہوئے، جواب دہندگان کو پچھلی دشمنی کی وجہ سے پھنسا دیں گے اور زخمی ہونے والے اصل شخص کو مکمل طور پر آزاد چھوڑ دیں گے۔ زخمیوں نے اپنے بیان میں زخموں کے بارے میں تفصیل سے بتایا اور ساتھ ہی پی ڈبلیو 5 نے جس طرح اس واقعے کو دیکھا اور اس معاملے میں مداخلت کرنے اور اسے بچانے اور بچانے کی کوشش کی۔ متاثرہ کے بیان اور پی ڈبلیو 9 کی گواہی کو مسترد کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں تھی۔ متاثرہ کے بیان سے اعتماد پیدا ہوتا ہے اور سیشن کورٹ نے اس پر صحیح بھروسہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ استغاثہ نے ایس کو چھوڑ دیا تھا کیونکہ اس کا ملزم کے ساتھ کاروبار تھا اور اسے جیت لیا گیا تھا۔ [41-ای، ایف، جی]

1.4۔ عدالت عالیہ نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ پی ڈبلیو 5 اسی گاؤں کا رہائشی تھا جس میں ملزم اور متوفی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ پی ڈبلیو 8 اپنے پولیس بیان میں واقعہ کی جگہ پر پی ڈبلیو 5 کی موجودگی کا ذکر کرنے میں ناکام رہا، پی ڈبلیو 5 پر یقین نہ کرنے کے لئے ایک غیر متعلقہ صورتحال تھی۔ پی ڈبلیو 5 نے ملزم کی طرف سے لگائے گئے تمام زخموں کی تفصیلات فراہم کیں۔ ان کے جرح میں کوئی قابل قدر بات نہیں نکالی جاسکتی۔ وہ ایک فطری گواہ تھا۔ اس نے مداخلت کرنے اور متوفی کو بچانے کی کوشش کی۔ وہ اپنے اہل خانہ کو واقعے کے بارے میں مطلع کرنے کے لئے متوفی کے گھر گیا تھا پی ڈبلیو 5 ایک آزاد گواہ تھا۔ اس حقیقت کے باوجود کہ وہ اسپتال نہیں گئے لیکن آزادانہ طور پر زخمیوں نے اپنے بیان میں واقعہ کے وقت پی ڈبلیو 5 کی موجودگی اور متوفی کو بچانے کی ان کی کوششوں کے بارے میں بتایا۔ لہذا پی ڈبلیو 5 ایک فطری، سچا اور قابل اعتماد گواہ ہے اور سیشن جج نے جواب دہندہ گال کو مجرم قرار دینے میں اس کی گواہی پر صحیح بھروسہ کیا۔ (42-اے، بی، سی)

سیشن جج نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ زخمیوں کی موت خون کے رد عمل کی وجہ سے ہونے کے امکان سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے حالانکہ تشخیص لعش کرنے والے ڈاکٹر نے موت کی وجہ جگر کے ٹوٹنے کو زخموں کی وجہ سے قرار

دیا تھا۔ سیشن جج کا نقطہ نظر ایک معقول نقطہ نظر ہے اور اس لئے جواب دہندہ گال کو سیشن جج نے آئی پی سی کی دفعہ 325 اور 326 اور دفعہ 34 کے تحت جرم کے لئے صحیح طور پر قصور وار ٹھہرایا۔

[42-جی، ایچ؛ 43-اے]

1.6۔ مقدمہ کے حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے، انصاف کے مقاصد پورے ہوں گے اگر ہر جواب دہندہ کو سیشن کورٹ کی ہدایت کے مطابق سات سال اور پانچ سال کی بجائے چار سال قید با مشقت کی سزا سنائی جائے۔ [43-بی۔C]

فوجداری ایپیلیٹ کا دائرہ اختیار: فوجداری کی اپیل نمبر 538 آف 1994۔

1985 کی فوجداری اپیل نمبر 530 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت کے 10.7.1986 کے فیصلے اور حکم سے۔

درخواست گزار کی طرف سے پروین کمار رائے اور ربیر یادو۔

جواب دہندگان کی طرف سے راجیو دتہ، برجندر چہار، محترمہ جیوتی چاہر، ونئے گرگ شامل ہیں۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا:

جسٹس وائی کے سبھروال۔ والد، اس کے دو بیٹوں اور ایک دیور پر 7 جون 1984 کورٹ 8 بجے متوفی کو شدید زخمی کرنے کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ متوفی 10 جون 1984 کو صبح 6.30 بجے روہتک کے ایک اسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔

چاروں ملزمین پر تعزیرات ہند کی دفعہ 302 اور دفعہ 34 کے تحت قابل سزا جرم کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ روہتک کے سیشن جج نے چاروں ملزمین کو آئی پی سی کی دفعہ 302 / 34 کے تحت بری کر دیا۔ تاہم

انہیں آئی پی سی کی دفعہ 325 / 34 اور 326 / 34 کے تحت قابل سزا جرائم کا مرتکب پایا گیا تھا۔ ان سبھی کو آئی پی سی کی دفعہ 326 / 34 کے تحت جرم کے لئے سات سال قید با مشقت اور دفعہ 325 / 34 آئی پی سی کے تحت جرم کے لئے پانچ سال قید با مشقت کی سزا سنائی گئی ہے۔

مذکورہ جرم اور سزا کو استغاثہ کے ساتھ ساتھ جواب دہندہ گال نے عدالت عالیہ میں اپیل دائر کر کے چیلنج کیا تھا جس میں ریاست نے دلیل دی تھی کہ جواب دہندہ گال آئی پی سی کی دفعہ 302 / 34 کے تحت جرم کے لئے مجرم قرار دیئے جانے کے ذمہ دار ہیں اور جواب دہندہ گال نے دلیل دی ہے کہ مذکورہ بالا جرائم کے لئے انہیں غلط طریقے سے سزا دی گئی تھی اور وہ بری ہونے کے مستحق ہیں۔ عدالت عالیہ نے اپنے فیصلے میں جواب دہندہ گال کی اپیل کو منظور کرتے ہوئے انہیں مکمل طور پر بری کر دیا اور اس کے نتیجے میں ریاستی اپیل خارج کر دی گئی۔

ریاست نے یہ اپیل اجازت دینے پر دائر کی ہے۔

استغاثہ کے مطابق واقعہ کی تاریخ کو منگے رام، جو اس وقت تقریباً 58 سال کا تھا، نے اپنے بائیں بچھڑے پر لاٹھی مار کر متونی پر حملہ کیا، اس کے پیٹے کرشن نے اس کے دائیں پاؤں پر فرسا کا وار کیا اور دوسرے پیٹے جو گندر سنگھ نے اسے دائیں بچھڑے اور کپتان سنگھ پر بالم سے مارا۔ مانگے رام کے بہنوئی نے اسے بائیں کلائی پر لاٹھی ماری۔ جو گندر نے متونی کی بائیں کہنی پر بھی بلم وار کیا جس سے وہ زمین پر گر گیا جہاں چاروں ملزمین نے متونی کو اس وقت مزید چوٹیں پہنچائیں جب وہ زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ یہ چوٹیں لگانے کے بعد، وہ واقعہ کی جگہ سے بھاگ گئے، جس کا مشاہدہ پی ڈیو 5 بھیم سنگھ اور سنت رام نے کیا تھا، جس کے گھر کے سامنے متونی ہکا پی رہا تھا۔ واقعہ کے بارے میں جانکاری پی ڈیو 5 نے متونی کے والد سوبے سنگھ (پی ڈیو 8) کو دی تھی۔ پی ڈیو 8 موقع پر آیا۔ متونی کو سول اسپتال بہادر گڑھ لے جایا گیا اور پی ڈیو 4 ڈاکٹر ڈی ایس رانا نے اس کا طبی معائنہ کیا جس میں اس کے شخص پر درج ذیل زخم پائے گئے۔

1- بائیں ٹانگ کے اوپری دو تہائی حصے پر سوجن تھی جو پورے حصے کو گھیرے ہوئے تھی، ہڈیوں کی رگڑ (crepitus) محسوس ہوئی، حرکت محدود تھی اور چھونے پر درد تھا۔ بائیں ٹانگ کے اوپری دو تہائی حصے کا اے۔ پی اور لیٹرل ویو ایکسرے تجویز کیا گیا۔

2- دائیں ٹانگ کے پچھلے حصے پر 1.5 سینٹی میٹر x 1 سینٹی میٹر x پٹھوں کو کاٹ کر، دائیں گھٹنے کے جوڑے سے 7 سینٹی میٹر نیچے کاٹ دیا گیا، زخم سے خون کے لو تھڑے نکال دئے گئے۔ زخم کے ارد گرد سوجن کے ساتھ خون بہہ رہا تھا۔ ایکسرے کا مشورہ بھی دیا گیا تھا۔

3- زخم 7 سینٹی میٹر x 3 سینٹی میٹر x پٹھوں کی گہرائی، دائیں ٹخنے اور پاؤں کے پہلو پر خون بہہ رہا تھا۔ زخم شکل میں موڑا ہوا تھا۔

4- سینے کے دائیں طرف کے نچلے پہلو پر 12 سینٹی میٹر x 2.5 سینٹی میٹر سرخ رنگ کا رنگ ہے۔

5- دائیں بازو کے پہلو پر 1.2 سینٹی میٹر x 0.5 سینٹی میٹر x جلد گہری، دائیں کہنی کے جوڑے سے 6 سینٹی میٹر اوپر خون بہہ رہا تھا۔ دائیں بازو کا ایکسرے، ایک تہائی اے پی کا نچلا حصہ اور لیٹرل ویو کا مشورہ دیا گیا۔

6- دائیں ران کے پیچھے والے پہلو پر 1.5 سینٹی میٹر x 1 سینٹی میٹر، درمیانی نقطہ سے 3 سینٹی میٹر اوپر خراش۔

7- بائیں کہنی کے جوڑے کے پہلو پر 3 سینٹی میٹر x 0.75 سینٹی میٹر زخم۔ خون بہہ رہا تھا۔ ایکسرے کا مشورہ دیا۔

8- بائیں بازو کے درمیانی اور نچلے حصے پر 5 سینٹی میٹر x 3 سینٹی میٹر سوجن۔ ایکسرے کا مشورہ دیا۔

9- سینے کے اسکلیپل علاقے کے دائیں طرف کے پچھلے پہلو پر 10 سینٹی میٹر x 2.5 سینٹی میٹر سرخ رنگ کا نشان۔

10- سینے کے دائیں جانب دائیں جانب چوٹ نمبر 9 کے دائیں زاویے پر 8 سینٹی میٹر x 1.5 سینٹی میٹر سرخ رنگ کا رنگ ہے۔

زخمیوں 1، 2 اور 8 کو سنگین قرار دیا گیا ہے۔ طبی معائنے کے بعد ڈاکٹر کے مشورے پر متوفی کو سول اسپتال بہادر گڑھ سے میڈیکل کالج اینڈ ہسپتال روہتک منتقل کر دیا گیا۔ جیسا کہ پہلے ہی دیکھا جا چکا ہے، متوفی 10 جون، 1984 کو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔ لاش کا تشخیص لعش پی ڈبلیو 3 (ڈاکٹر وینا بنسل) نے کیا۔ پی ڈبلیو 3 نے مذکورہ زخموں کو بھی نوٹ کیا۔ سینے کو کھولنے پر پی ڈبلیو 3 نے پایا کہ متوفی کی پسلیاں دونوں اطراف سے ٹوٹی ہوئی تھیں اور جگر پھٹ گیا تھا۔ پی ڈبلیو 3 کی رائے میں، جگر کا ٹوٹنا عام کورس میں موت کا سبب بننے کے لئے کافی تھا۔

اسپتال میں رہتے ہوئے ہیڈ کانسٹیبل دھرم ویر (پی ڈبلیو 9) نے 8 جون 1984 کو صبح 10.30 بجے متوفی کا بیان درج کیا تھا، جس کی بنیاد پر آئی پی سی کی دفعہ 324 اور 323 اور دفعہ 34 کے تحت باضابطہ ایف آئی آر درج کی گئی تھی۔

استغاثہ کے ثبوتوں، خاص طور پر پی ڈبلیو 5 اور پی ڈبلیو 9 کے بیان اور پی ڈبلیو 9 کے ذریعہ ریکارڈ کیے گئے متوفی کے بیان پر بھروسہ کرتے ہوئے، جسے موت کے بعد موت کا بیان سمجھا گیا تھا، سیشن جج نے چاروں ملزمین کو پہلے بیان کردہ طریقے سے قصور وار ٹھہرایا۔ مرنے والے بیان کو پی کیو کی نمائش کی گئی ہے۔

سیشن جج کے فیصلے کے مطابق استغاثہ کے ذریعے ثابت جرم کا مقصد یہ ہے کہ متوفی جو دہلی پولیس میں پولیس کانسٹیبل تھا، ملزم کرشن کی بیوی کے والدین کی مدد کر رہا تھا، جس پر اس کی بیوی کے قتل کے جبرم میں مقدمہ چل رہا تھا۔ اپیل کے تحت فیصلے میں عدالت عالیہ نے اس نتیجے میں خلل نہیں ڈالا ہے۔ ٹرائل کورٹ کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ نے بھی پی ڈبلیو 8 کی گواہی پر بھروسہ نہیں کیا۔ جائے وقوعہ پر ان کی موجودگی کو مشکوک سمجھا جاتا تھا۔ ہم پی ڈبلیو 8 کی گواہی کو بھی غور سے باہر رکھیں گے۔

عدالت عالیہ نے عینی شاہد پی ڈبلیو 5 کی گواہی کے ساتھ ساتھ موت سے پہلے بیان (نمائش پی کیو) کو بھی مسترد کر دیا اور اس کے نتیجے میں جواب دہندہ گال کی سزا اور سزا کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ ہم نے ریکارڈ پر موجود ثبوتوں کا جائزہ لیا ہے، خاص طور پر ڈاکٹروں کی گواہی، بھیم سنگھ اور ہیڈ کانسٹیبل (پی ڈبلیو 5 اور

پی ڈیو 9) کی گواہی اور موت سے پہلے بیان (نمائش پی کیو)۔ ہماری رائے میں عدالت عالیہ کا نقطہ نظر ثبوتوں کے بارے میں معقول نقطہ نظر نہیں ہے اور پی ڈیو 5 اور موت سے پہلے بیان (نمائش پی کیو) کو مسترد کرنے کی وجوہات مکمل طور پر ناقابل قبول ہیں۔

نمائش پی کیو خارج کرنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب پولیس کی جانب سے بیان ریکارڈ کیا گیا تو متوفی موت کے سائے میں نہیں تھا اور اسے لگنے والے زخموں کو اس کی زندگی کے لیے خطرناک بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ دوسری وجہ نمائش پی کیو ریکارڈ کرنے میں تاخیر ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پچھلی دشمنی کی وجہ سے ملزمین کے بارے میں غور و خوض اور جھوٹے الزامات لگانے کے ساتھ ساتھ استغاثہ کی جانب سے سنت رام سے پوچھ گچھ نہ کرنے اور نزاعی بیان میں پی ڈیو 5 کو جھوٹے گواہ کے طور پر پیش کرنے کے لئے کافی وقت تھا۔ عدالت عالیہ کی جانب سے کی جانے والی بنیادی کمزوری یہ ماننا ہے کہ نزاعی بیان کو ثبوت کے طور پر قابل قبول بنانے کے لیے ضروری ہے کہ بیان دینے والے کو بیان دیتے وقت موت کے سائے میں ہونا چاہیے۔ بھارتیہ قانون شہادت کی دفعہ 32 میں ایسا نہیں کہا گیا ہے۔ ہندوستان میں ایسا قانون نہیں ہے۔ بھارتی قانون کے تحت نزاعی بیان کو ثبوت کے طور پر قابل قبول بنانے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ بیان دینے والے کو موت کے سائے میں ہونا چاہیے اور یہ یقین رکھنا چاہیے کہ اس کی موت قریب ہے۔ فوری موت کی توقع قانون کا تقاضہ نہیں ہے۔ سیشن کورٹ کے ایک سوچے سمجھے فیصلے کو پلٹنے میں عدالت عالیہ کی جانب سے کی جانے والی مزید کمزوری یہ ماننے میں ہے کہ نمائش پی کیو کی ریکارڈنگ میں کوئی تاخیر ہوئی تھی۔ عدالت عالیہ نے درست طور پر ریکارڈ کیا ہے کہ جب نمائش پی کیو ریکارڈ کیا گیا تھا تو متوفی موت کے سائے میں نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ کیس کے حقائق اور حالات کے پیش نظر بیان ریکارڈ کرنے کے لیے کوئی بڑی ہنگامی صورتحال نہیں تھی۔ بہر حال، یہ مکمل طور پر ثابت ہو چکا تھا کہ اس میں کوئی تاخیر نہیں ہوئی تھی۔ سب سے پہلے، عدالت عالیہ نے یہ کہتے ہوئے غلطی کی کہ بیان 8 جون، 1984 کو دوپہر 12.30 بجے ریکارڈ کیا گیا تھا۔ اس پر نہ تو اختلاف کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس بات پر اختلاف کیا گیا ہے کہ یہ بیان درحقیقت 8 جون کو صبح 10.30 بجے ریکارڈ کیا گیا تھا۔ یہ واقعہ 7 جون کی رات 8 بجے پیش آیا تھا۔ زخموں کو رات 11.50 بجے بہادر گڑھ اسپتال پہنچایا گیا۔ پی ڈیو 4 (ڈاکٹر ڈی ایس رانا) نے ان کا معائنہ کیا۔ زخموں کو سگین سمجھا جاتا تھا۔ انہیں روہتک کے میڈیکل کالج اینڈ ہسپتال ریفر کر دیا گیا ہے۔ پی ڈیو 9 کو 8 جون کی رات تقریباً 2.00 بجے سول اسپتال، بہادر گڑھ سے متوفی کی میڈیکولیکل رپورٹ کی کاپی کے ساتھ روکا (نمائش پی ای)

موصول ہوا۔ وہ اسپتال گئے لیکن انہوں نے دیکھا کہ زخمیوں کو روہتک کے اسپتال لے جایا گیا ہے۔ وہ پولیس اسٹیشن واپس آئے اور اگلے دن صبح تقریباً 9-9.30 بجے روہتک کے اسپتال گئے، ڈاکٹر کو ایک درخواست (نمائش پی این) پیش کی تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ آیا متوفی بیان دینے کے قابل ہے یا نہیں۔ ڈاکٹر (پی ڈبلیو 7) نے رائے دی (نمائش پی این / 1) اس اثر کے لئے کہ زخمی بیان دینے کے لئے موزوں تھا۔ رائے موصول ہونے کے بعد پی ڈبلیو 9 نے زخمیوں کا بیان ریکارڈ کیا جو صبح 10.30 بجے مکمل ہوا۔ ان حالات میں یہ نتیجہ اخذ کرنا مناسب نہیں ہے کہ بیان ریکارڈ کرنے میں کوئی تاخیر ہوئی اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ درمیانی وقت کو پچھلی دشمنی کی وجہ سے غور و خوض اور غلط تاثر کے لئے استعمال کیا گیا تھا۔ مقدمہ کے حقائق اور حالات پر کسی بھی غور و خوض اور جھوٹے مضمرات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ غیر متنازعہ طور پر، زخمی مکمل طور پر ہوش میں تھا۔ اس نے ملزم کو اپنے شخص پر چوٹیں لگاتے ہوئے دیکھا۔ یہ تصور کرنا بہت زیادہ ہوگا کہ ان زخموں کو دیکھنے کے باوجود، وہ بیان دیتے ہوئے، جواب دہندگان کو پچھلی دشمنی کی وجہ سے پھنسا دیں گے، جس نے زخمی ہونے والے اصل شخص کو مکمل طور پر آزاد چھوڑ دیا تھا۔ زخمیوں نے اپنے بیان میں زخموں کے بارے میں تفصیل سے بتایا تھا اور ساتھ ہی پی ڈبلیو 5 بھیمنگھ نے جس طرح اس واقعہ کو دیکھا اور اس معاملے میں مداخلت کرنے اور اسے بچانے اور بچانے کی کوشش کی۔ نمائش پی کیو اور پی ڈبلیو 9 کی گواہی کو خارج کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں تھی۔ استغاثہ نے سنت رام کو چھوڑ دیا تھا کیونکہ اس کا ملزمین کے ساتھ کاروبار تھا اور استغاثہ کے مطابق اس پر فتح حاصل کر لی گئی تھی۔ بیان نمائش پی کیو اعتماد پیدا کرتا ہے اور سیشن کورٹ نے اس پر صحیح بھروسہ کیا تھا۔ عدالت عالیہ نے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہوئے سنگین غیر قانونی کام کیا کہ نمائش پی کیو ملزم کو جرم سے جوڑنے کے لئے ناکافی تھی۔

پی ڈبلیو 5 پر یقین نہ کرنے کی وجوہات بھی مکمل طور پر ناقابل برداشت ہیں۔ اس پر یقین نہ کرنے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ موقع کا گواہ تھا۔ عدالت عالیہ نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ پی ڈبلیو 5 اسی گاؤں کا رہائشی تھا جس میں ملزم اور متوفی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ پی ڈبلیو 8 اپنے پولیس بیان میں واقعہ کی جگہ پر پی ڈبلیو 5 کی موجودگی کا ذکر کرنے میں ناکام رہا، کیس کے حقائق میں، پی ڈبلیو 5 پر یقین نہ کرنے کے لئے ایک غیر متعلقہ صورتحال تھی۔ پی ڈبلیو 5 نے ملزم کے ذریعہ لگائے گئے تمام زخموں کی تفصیلات دی تھیں۔ ان کے جرح میں کوئی قابل قدر بات نہیں نکالی جاسکی۔ وہ ایک فطری گواہ تھا۔ اس نے مداخلت کرنے اور متوفی کو بچانے کی کوشش کی۔ وہ اپنے اہل خانہ کو اس واقعہ کے بارے میں مطلع کرنے کے لئے متوفی کے گھر گیا

تھا۔ پی ڈبلیو 5 ایک آزاد گواہ تھا۔ اس حقیقت کے باوجود کہ وہ ہسپتال نہیں گئے لیکن آزادانہ طور پر زخمیوں نے اپنے بیان میں واقعہ کے وقت پی ڈبلیو 5 کی موجودگی اور متوفی کو بچانے کی ان کی کوششوں کے بارے میں بتایا۔ ہمارا خیال ہے کہ پی ڈبلیو 5 ایک فطری، سچا اور قابل تعریف گواہ ہے اور سیشن جج نے جواب دہندہ گال کو مجرم قرار دینے میں اس کی گواہی پر صحیح بھروسہ کیا۔ غیر متعلقہ وجوہات کی بنا پر عدالت عالیہ نے ان کی گواہی کو مسترد کر دیا۔

اگلا سوال یہ ہے کہ جواب دہندگان نے کس جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ جیسا کہ پہلے ہی دیکھا جا چکا ہے، سیشن کورٹ نے انہیں آئی پی سی کی دفعہ 302 / 34 کے تحت الزام سے بری کر دیا۔ عدالت عالیہ نے جواب دہندہ گال کی بریت کے پیش نظر جرم کی نوعیت پر غور نہیں کیا۔ سیشن جج نے اس نتیجے پر پہنچنے کے لئے کہ جواب دہندہ گال کو دفعہ 302 کے تحت جرم کے لئے سزا نہیں دی جاسکتی ہے، پی ڈبلیو 4 کے طبی ثبوتوں پر بھروسہ کیا تھا۔ پی ڈبلیو ۴ پہلا ڈاکٹر تھا جس نے بہادر گڑھ اسپتال میں متوفی کا معائنہ کیا تھا۔ انہوں نے جرح کے دوران بیان دیا تھا کہ کوئی بھی چوٹ، انفرادی یا اجتماعی طور پر، زندگی کے لئے خطرناک نہیں لگتی ہے۔ زخمیوں کی آخری بار روہتک کے میڈیکل کالج اور اسپتال میں ڈاکٹر اے این گپتا (پی ڈبلیو 7) نے علاج کیا تھا۔ ان کے مطابق زخمی کو ابتدائی طور پر 'اے' گروپ کا خون دیا گیا تھا لیکن بعد میں اس گروپ کا خون اسٹاک سے باہر چلا گیا اور اس لیے اسے 'اوپس' گروپ کا خون دیا گیا۔ گواہ نے مزید کہا کہ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مریض کی موت خون کے رد عمل کی وجہ سے ہوئی یا اسے لگنے والی چوٹوں کی وجہ سے لیکن اس نے یہ ضرور بتایا کہ اس کے ذہن میں خون کے رد عمل کے بارے میں خوف تھا اور اس لئے اس نے اس سے بچنے کے لئے دوائیں دیں۔ ان حالات میں سیشن جج نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ زخمیوں کی موت خون کے رد عمل کی وجہ سے ہونے کے امکان سے انکار نہیں کیا جاسکتا حالانکہ تشخیص لعش کرنے والے ڈاکٹر نے موت کی وجہ جسگر کے ٹوٹنے کو قرار دیا ہے۔ سیشن جج کی جانب سے اختیار کیا گیا نقطہ نظر ایک معقول نقطہ نظر ہے اور اس لئے ہم ریاست کے فاضل وکیل کی اس دلیل کو قبول کرنے سے قاصر ہیں کہ جواب دہندہ گال آئی پی سی کی دفعہ 302 / 34 کے تحت جرم کے لئے سزا پانے کے مستحق ہیں۔ ہمارے خیال میں روہتک کے سیشن جج نے انہیں آئی پی سی کی دفعہ 325 اور 326 اور دفعہ 34 کے تحت مجرم قرار دیا تھا۔

روہتک کے سیشن جج کی ہدایت کے مطابق عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے کو خارج کر دیا جاتا ہے اور سزا کو بحال کیا جاتا ہے۔

سیشن جج کی جانب سے جواب دہندہ گال کو دی گئی سزاؤں کو فیصلے کے پہلے حصے میں نوٹ کیا گیا ہے۔ اس مقدمے کے حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہمارے خیال میں، انصاف کے مقاصد پورے ہوں گے اگر ہر جواب دہندہ کو سیشن کورٹ کی ہدایت کے مطابق سات سال اور پانچ سال کے بجائے چار سال قید با مشقت کی سزا سنائی جائے۔ ہم اس کے مطابق حکم دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا شرائط کے مطابق اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔ جواب دہندہ گال کو سزا کے بقیہ حصے سے گزرنے کے لئے فوری طور پر حراست میں لیا جائے گا۔

این جے۔

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔